© rasailojaraid.com

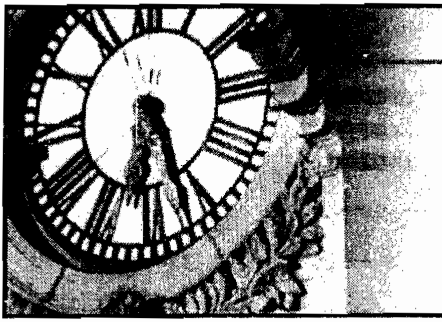

کبیر الاسلام۔ شعبہ اسلامک سٹڈیز۔ ہمدرد یونیورسٹی

وقت

اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت

وقت اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے۔ اس کی ایک ایک گھڑی، ہر سیکنڈ اور ہر منٹ اتنا قیمتی ہے کہ ساری دنیا اس کی قیمت ادا نہیں کر سکتی۔ لیکن آج ہم وقت کی کوئی قدر نہیں کرتے بلکہ یونہی فضول باتوں اور لغویات میں ضائع کر دیتے ہیں۔ خصوصاً طالبان علوم نبوت کے لیے اپنے دور طالب علمی میں اوقات کی حفاظت نہایت ضروری ہے۔ وقت پگھلتے برف کی طرح آناً فاناً گزر جاتا ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے بڑی تیزی کے ساتھ مہینے اور سال گزر جاتے ہیں۔ بقول شاعر

صبح ہوئی شام ہوئی
عمر یونہی تمام ہوئی

وقت کی قدر دانی بے حد ضروری ہے۔ کیونکہ وقت کو ضائع کر دینے کے بعد جو افسوس اور پچھتاوا ہوتا ہے وہ ناقابل تلافی ہے۔ سوائے شرمندگی کے اس کے تدارک کی کوئی اور صورت نہیں رہ جاتی۔ جو لمحہ ہاتھ سے نکل گیا وہ دوبارہ ہاتھ میں نہیں آ سکتا۔ ہم وقت کے گزرنے اور لوٹ کر نہ آنے کی پہچان کچھ اس طور پر بھی کرتے ہیں کہ ایک بچہ ہماری آنکھوں کے سامنے جنم لیتا ہے، بڑھ کر جوانی میں پہنچتا ہے اور کبھی کوئی ہماری آنکھوں کے سامنے ہی مر جاتا ہے اور پھر ہم اس کو دوبارہ نہیں دیکھتے۔

ہم قوموں اور شخصیتوں کی تاریخ پڑھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ کتنی قومیں اور کتنی عظیم شخصیتیں اس دنیا سے چلی گئیں، لیکن دوبارہ نہیں آئیں۔ ہم نے ان کے نشانات دیکھ کر ان کے یہاں آباد ہونے اور گزر جانے کا یقین کر لیا اور اسی سے ہمیں وقت کے دوبارہ نہ آنے کا سبق ملا۔ ہم ان کو وقت کے ساتھ مقید مانتے ہیں۔ اس لیے ہم ایسا سمجھتے ہیں کہ وقت لوٹ کر نہیں آتا۔ لہٰذا دانشمندی اور سمجھداری یہ ہے کہ آغاز ہی میں انجام پر نظر رکھی جائے تاکہ ندامت اور پچھتاوا کی نوبت نہ آئے۔

حدیث میں آتا ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں کہ جب وہ طلوع ہوتا ہو مگر یہ کہ وہ پکار پکار کر کہتا ہے کہ اے ابن

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آدم! میں ایک نو پید امخلوق ہوں ۔ میں تیرے عمل پر گواہ ہوں' میں قیامت تک لوٹ کر نہیں آؤں گا۔ مجھ سے کچھ حاصل کرنا ہوتو کرلو۔ دنیا میں تمام اشیاء ضائع ہو جانے کے بعد دوبارہ واپس آ سکتی ہیں لیکن ضائع شدہ وقت کبھی واپس نہیں آ سکتا۔ کہنے والے نے سچ کہا ہے"الوقت اثمن من الذهب ""یعنی وقت سونے سے زیادہ قیمتی ہے۔ لہٰذا وقت کی پوری نگہداشت کرنی چاہیے۔ خرافات' ادھر ادھر کی باتوں اور لغویات میں قیمتی اوقات کو ضائع نہیں کرنا چاہیے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "من حسن اسلام المرء تر که مالا يعنيه" "آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ لایعنی (بے مقصد باتوں) کو چھوڑ دے۔"

مذکورہ حدیث میں بڑے ہی لطیف پیرایہ میں اضاعت اوقات سے ممانعت اور حفاظت اوقات کے اہتمام کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ نیز ایسے قول وعمل سے اجتناب کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ جس سے اس کا خاطر خواہ دینی یا دنیوی فائدہ نہ ہو۔

ہمارے اسلاف کی زندگی میں اوقات کی اہمیت اور قدر دانی نمایاں طریقہ پر تھی۔ ان کا کوئی لمحہ ضائع نہیں ہوتا تھا۔ یہی وہ چیز تھی جس نے ان کو اعلیٰ درجہ کمال پر پہنچا دیا تھا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی صاحب فتح الباری کے حالات کے بارے میں آتا ہے کہ وہ وقت کے بڑے ہی قدر دان تھے۔ کسی وقت خالی نہیں بیٹھتے تھے۔ کسی نہ کسی کام میں ضرور مصروف رہتے تھے۔ مطالعہ کتب یا تصنیف وتالیف یا عبادت۔ حتیٰ کہ جب تصنیف وتالیف کے کام میں مشغول ہوتے اور درمیان میں قلم کا نوک خراب ہو جاتا تو اس کو درست کرنے کے لیے ایک دو منٹ کا جو وقفہ رہتا اس کو بھی ضائع نہ فرماتے۔ ذکر الٰہی زبان پر جاری رہتا اور فرماتے کہ وقت کا اتنا حصہ بھی ضائع نہیں ہونا چاہیے۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وقت کی اہمیت اس حد تک تھی کہ ان کو یہ افسوس ہوتا تھا کہ کھانے کا وقت کیوں علمی مشاغل سے خالی ہو جاتا ہے۔ چنانچہ فرماتے تھے:

"واللہ انی اتاسف فی الفوات عن الاشتغال بالعلم فی وقت الاکل فان الوقت والزمان عزیز"۔ "یعنی خدا کی قسم! مجھ کو کھانے کے وقت علمی مشاغل کے چھوٹ جانے پر افسوس ہوتا ہے کیونکہ وقت متاع عزیز ہے۔ وقت کی قدر دانی ۔ نے ان کو منطق وفلسفہ کا ایسا زبردست امام بنایا کہ دنیا ان کی امامت کو تسلیم کرتی ہے۔

انضباط اوقات سے وقت میں عجیب برکت ہوتی ہے۔ چنانچہ ہمارے اسلاف اور اکابر کی زندگی میں برکت کی سینکڑوں مثالیں ہیں۔ تھوڑے سے عرصہ میں انہوں نے محیر العقول کارنامے انجام دیئے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

علامہ ابن القیم الجوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میری پہلی تصنیف اس وقت ہوئی جب میری عمر تقریباً تیرہ برس کی تھی۔ آپ کے پوتے ابوالمظفر کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دادا سے آخری عمر میں برسرِ منبر یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری ان انگلیوں نے دو ہزار جلدیں لکھی ہیں۔ میرے ہاتھ پر ایک لاکھ لوگوں نے توبہ کی ہے اور بیس ہزار یہود و نصاریٰ مسلمان ہوئے ہیں۔ علامہ موصوف کی تصانیف کو دیکھ کر علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ مجھے نہیں معلوم کہ کسی عالم نے ایسی تصنیفات کیں جیسی کہ آپ نے کیں۔ جن قلموں سے شیخ نے حدیث کی کتابیں لکھی تھیں، ان کا تراشہ جمع کرتے گئے تھے۔ جب وہ وفات پانے لگے تو وصیت کی کہ میرے غسل کا پانی اسی تراشے سے گرم کیا جائے۔ چنانچہ جس پانی سے ان کو غسل دیا گیا ان کے نیچے وہی پاک ایندھن جلایا گیا تھا۔ بقول شاعر:

عام حالت میں بسر کی زندگی تو نے تو کیا
کچھ تو ایسا کر کہ عالم بھر میں افسانہ رہے

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں صاحب البدایہ والنہایہ نے لکھا ہے: ''روی عنہ ان کتب اربعین سنۃ وکل یوم یکتب اربعین ورقۃ'' کہ وہ چالیس سال تک لکھتے رہے اور روزانہ چالیس ورق لکھتے تھے۔

درس نظامی کی مشہور اور معروف کتاب تفسیر جلالین اس کے مصنف علامہ سیوطی نے بیس بائیس سال کی عمر میں بہت قلیل مدت میں یعنی صرف چالیس دن میں لکھی اور آج پورے سال میں بڑی مشکل سے پڑھی جاتی ہے۔

الغرض جس طرح انسان پر اس کے اپنے ذاتی کچھ حقوق ہیں، معاشرتی اور انسانی حقوق ہیں، اسی طرح وقت کے بھی اس پر کچھ حقوق ہیں۔ ایک تو یہی ہے کہ اس کو بے مصرف نہ گزرنے دیا جائے اور دوسرے یہ بھی کہ اس کا استعمال صحیح معنوں میں کیا جائے۔ بہت سے لوگ وقت گزاری کرتے ہیں یا رواداری میں کہہ جاتے ہیں کہ وقت گزاری کر رہے ہیں۔ جبکہ یہ دونوں ہی چیزیں غیر فطری ہیں۔ ان کا یہ عمل بھی اور ان کا یہ قول بھی۔ کیونکہ وقت گزارنا کوئی چیز ہی نہیں۔ البتہ وقت کا استعمال اصل چیز ہے۔ وقت گزاری کسی بے مقصد عمل کے ساتھ ہی کی جاسکتی ہے۔ لیکن وقت کا استعمال کسی بامقصد چیز سے متعلق ہی ہوسکتا ہے۔

وقت کے حقوق کا سب سے بڑا غاصب وہ ہے جو بے کاری جنوں کا شکار ہے۔ وہ جس کے پاس کرنے کو کوئی کام نہیں، چاہے وہ کتنی ہی اونچی سوسائٹی سے تعلق رکھتا ہو۔ اللہ ہم سب کو وقت کی قدردانی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

© rasailojaraid.com